

شعبہ تعلیم: الجنة اماء اللہ برطانیہ

حصہ علمی نصاب برائے مہینہ جون 2022

* سبق کے مقاصد: حدیث نمبر 40 ”ہر حکمت کی بات مون کی اپنی ہی کھوئی ہوئی چیز ہے“ کی تشریح سمجھنا۔
* سلیس میں بیان کردہ مفہومات کے حصوں کو سمجھنا۔

حدیث : ذراائع : الجنة اماء اللہ برطانیہ تعلیم سلیس فروری 2022 تا جنوری 2024 صفحہ 74 تا 78

حدیث نمبر 40 - ہر حکمت کی بات مون کی اپنی ہی کھوئی ہوئی چیز ہے
ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ حکمت اور دانائی کی بات تو مون کی اپنی ہی کھوئی ہوئی چیز ہوتی ہے اسے چاہئے کہ جہاں بھی اسے پائے لے۔ کیونکہ وہی اس کا بہتر حقدار ہے۔

تشریح: علم کا شوق رکھنے والے انسان کیلئے زمین و آسمان اور سورج و چاند اور ستارے و سیارے اور جنگل و پہاڑ اور دریا و سمندر اور شہر و ویرانے اور دیوانے و فرزانے اور انسان و حیوان اور مرد و عورت اور بچے و بوڑھے اور جاہل و عالم اور دوست و دشمن سب ایک کھلی ہوئی علمی کتاب ہیں جن سے وہ اپنی استعداد اور اپنی کوشش کے مطابق علم کے خزانے بھر سکتا ہے۔ اس لئے ہمارے آقا (فدا نفسی) صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علم و حکمت کی بات مون کی اپنی ہی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ اسے چاہئے کہ جہاں بھی اسے پائے لے۔ اور اپنے دل و دماغ کی کھڑکیوں کو اس طرح کھول کر رکھے کہ کوئی علمی بات جو اس کے سامنے آتی ہے اس کے دل و دماغ کے خزانے میں داخل ہونے سے باہر نہ رہے۔ تو بسا اوقات ایک عالم انسان ایک بچے سے بھی علم حاصل کر سکتا ہے۔۔۔

جو اس حدیث میں ضالۃ (کھوئی ہوئی چیز) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ ایک مسلمان کو جو بھی حکمت اور دانائی کی بات نظر آتی ہے وہ خواہ اسے پہلے سے معلوم ہو یا نہ ہو۔ درحقیقت اس کا نقج اسلام میں موجود ہوتا ہے۔۔۔ یہ چیز حقیقتہ مون کی اپنی تجھی مگر اس کی نظر سے او جھل رہ کر اس کے قبضہ سے باہر ہی اس صورت میں مون کا حق ہے کہ اسے جب بھی ایسی چیز ملے وہ اسے فوراً لے لے۔۔۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے ضالۃ کے بعد یہ الفاظ فرمائے ہیں کہ۔۔۔ یعنی مون ہی اس چیز کا زیادہ حقدار ہے۔۔۔
قرآن بھی درحقیقت ایک روحانی عالم ہے جس کے خزانے کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور اسی لئے اس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔۔۔
یعنی ہمارے پاس (قرآن میں) ہر قسم کے روحانی اور علمی خزانے موجود ہیں مگر ہم انہیں ایک فیصلہ شدہ اندازے کے مطابق صرف حسب ضرورت ظاہر کرتے ہیں۔ پس اس میں کیا شک کہ دراصل ہر علم و حکمت کی چیز مون کی ضالۃ ہے کیونکہ اس کا نقج قرآن مجید میں موجود ہے اور قرآن مون کا اپنا خزانہ ہے۔ خواہ کوئی شخص اس کے اندر کے ذخیروں پر آگاہ ہو یا نہ ہو۔ کاش دنیا قرآن کے مقام کو سمجھے اور کاش دنیا حدیث کے ان جواہر پاروں کی قدر بھی پہچانے جو ہمارے آقا نے قرآن کی کان سے نکال کر ہمارے سامنے پیش کئے ہیں۔

ملفوظات حضرت مسح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ذرائع: لجنة اماماء اللہ برطانية تعلیم سلیبیس فروری 2022 تا مئے 2024 صفحہ 93 تا 103

ذاتوں کا امتیاز

۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کی کوئی سند نہیں۔ حقیقی کرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے۔

متقیٰ کون ہوتے ہیں

۔۔۔ متقیٰ وہ ہوتے ہیں جو حییٰ اور مسکینی سے چلتے ہیں۔ ۔۔۔ وہ خاص تقویٰ کو چاہتا ہے۔ جو تقویٰ کرے گا وہ مقامِ عالیٰ کو پہنچے گا۔

۔۔۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کا ہی صدق و وفاد کیھے۔ آپؐ نے ہر ایک قسم کی بدرجہ تحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب و تکالیف اُنھائے لیکن پرواہ نہ کی۔

۔۔۔ آپؐ کی روح میں وہ صدق و وفا تھا۔ اور آپؐ کے اعمالِ خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا۔ کہ آئندہ لوگ شکرگزاری کے طور پر دُرود بھیجیں۔ ۔۔۔

قرآن مجید کامل ہدایت ہے

۔۔۔ قرآن کریم ہر ایک قسم کی تعلیم اپنے اندر رکھتا ہے۔ ہر ایک غلط عقیدہ یا بُری تعلیم جو دنیا میں ممکن ہے۔ ۔۔۔

چونکہ کامل کتاب نے آکر کامل اصلاح کرنی تھی۔ ضرور تھا کہ اُس کے نزول کے وقت اُس کے جانے نزول میں یہاری بھی کامل طور پر ہو۔ تا کہ ہر ایک یہاری کا کامل علاج مہیا کیا جاوے۔ ۔۔۔

نبی کریمؐ کی اصلاح ہی ایک عظیم الشان معجزہ ہے

۔۔۔ اگر کوئی اُس حالت پر غور کرے جب آپؐ آئے پھر اُس حالت کو دیکھے۔ جو آپؐ چھوڑ گئے۔ تو اس کو ماننا پڑے گا۔ کہ یہ اثر بذات خود ایک اعجاز تھا۔ آپؐ ہی کی تعلیم سے۔۔۔ (سورۃ الحلاص۔ آیت ۲ تا ۵) کا پتہ لگا۔ اگر توریت میں کوئی ایسی تعلیم ہوتی اور قرآن شریف اس کی تصریح ہی کرتا۔ تو نصارے کا وجود ہی کیوں ہوتا۔ غرض قرآن شریف نے جس قدر تقویٰ کی را ہیں بتلائیں۔

قرآن پاک میں سب سچا یاں ہیں۔۔۔

مہدی

۔۔۔ مسح و مہدی کوئی دوالگ اشخاص نہیں۔ ان سے مراد ایک ہی ہے۔ مہدی ہدایت یافتہ سے مراد ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مسح مہدی نہیں۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دو الفاظ سب و شتم کے مقابل بطور ذب کر کھے ہیں۔ کہ وہ کافر، ضال، مُضل نہیں۔ بلکہ مہدی ہے۔ چونکہ اُس کے علم میں تھا کہ آنے والے مسح و مہدی کو دجال و مگراہ کہا جائے گا۔

ممااثلت سلسلہ موسویہ و محمدیہ

قرآن شریف میں رسول اکرم ﷺ کو شیل موسیٰ قرار دے کر فرمایا:۔۔۔ (سورۃ المریم۔ آیت ۱۶) یعنی ہم نے ایک رسول بھیجا۔ جیسے

موئی کو فرعون کی طرف بھیجا تھا۔ ہمارا رسول مثیلِ موسیٰ ہے۔ (سورۃ النور۔ آیت ۵۶) کہ اس شیلِ موسیٰ کے خلاف بھی اُسی سلسلہ سے ہوں گے۔ جیسے کہ موسیٰ کے خلاف سلسلہ وار آتے۔ یعنی جس طرح موسیٰ نے ابتداء میں جلالی نشان دکھائے۔ اور قوم کو فرعون سے چھڑایا۔ اسی طرح آنیوالا نبی بھی موسیٰ کی طرح ہو گا۔ یعنی جس طرح ہم نے موسیٰ کو بھیجا تھا۔ رسول اکرم ﷺ کے وقت کفار عرب بھی فرعونیت سے بھرے ہوئے تھے۔ وہ بھی فرعون کی طرح باز نہ آئے جب تک انہوں نے جلالی نشان نہ دیکھ لیا۔ آنحضرت ﷺ کے کاموں سے تھے۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں گو فرعون کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کو نجات ملی۔ لیکن گناہوں سے نجات نہ پائی۔ وہ لڑے اور کج دل ہوئے۔ اور موسیٰ پر حملہ آور ہوئے۔ لیکن ہمارے نبی ﷺ نے پوری پوری نجات قوم کو دی۔ رسول اکرم ﷺ اگر طاقت، شوکت، سلطنت اسلام کو نہ دیتے تو مسلمان مظلوم رہتے۔ اور کفار کے ہاتھ سے نجات نہ پاتے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک تو یہ نجات دی کہ مستقل اسلامی سلطنت قائم ہو گئی۔ دوسرے یہ کہ گناہوں سے ان کو کامل نجات ملی۔

آنحضرت مسیح کا مقابلہ

جو صدق و صفا آپ نے اور آپ کے صحابہ کرام نے دکھایا۔ اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ جان دینے تک سے دربغ نہ کیا۔ جلاوطن ہوئے۔
ظلم اٹھائے۔ طرح طرح کے مصائب برداشت کئے۔ جانیں دیں۔ لیکن صدق ووفا کے ساتھ قدم مارتے ہی گئے۔

اس لئے کوہ کسی نبی کے ساتھ مقابلہ کر لیا جاوے۔ آپ گئی تعلیم، تزکیہ نفس، اپنے پیر و وال کو دنیا سے منتحر کر دینا، شجاعت کے ساتھ صداقت کے لئے خون بہادینا، اس کی نظیر کہیں نہ مل سکے گی۔

صحابہ کی تو وہ پاک جماعت تھی۔ جس کی تعریف میں قرآن شریف بھرا پڑا ہے۔ کیا آپ لوگ ایسے ہیں؟ جب خدا کہتا ہے کہ حضرت مسیح کے ساتھ وہ لوگ ہوں گے۔ جو صحابہ کے دوش بدوش ہوں گے۔ صحابہ تو وہ تھے۔ جنہوں نے اپنا مال، اپنا وطن را حق میں دے دیا۔

اسلامی جنگیں

اولاً ہمارے رسول اکرم ﷺ نے کوئی تلوار نہ اٹھائی۔ مگر ان کو سخت سخت تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔ کوئی یا کسی رنگ کی تکلیف نہ تھی جواہری نہ پڑی ہو۔ آخر کار وطن سے نکلے تو تعاقب ہوا۔ دوسری جگہ پناہ لی تو دشمن نے وہاں بھی نہ چھوڑا۔ جب یہ حالت ہوئی تو مظلوموں کو ظالموں کے ظلم سے بچانے کے لئے حکم ہوا۔ (سورۃ الحجؑ۔ آیت ۳۰، ۲۱) کہ جن لوگوں کے ساتھ لڑائیاں خواہ مخواہ کی گئیں اور گھروں سے ناحق کالے گئے صرف اس لئے کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ سو یہ ضرورت تھی جو تلوار اٹھائی گئی والا حضرت کبھی تلوار نہ اٹھاتے۔ ہاں ہمارے زمانہ میں ہمارے برخلاف قلم اٹھائی گئی ہے۔ قلم سے ہم کو اذیت دی گئی اور سخت ستایا گیا۔ اس لئے اس کے مقابلہ پر قلم ہی ہمارا حرہ ہے۔

جس قدر کوئی قرب حاصل کرتا ہے اسی قدر مؤاخذہ کے قابل ہے

راتوں کو اٹھوا اور دعا کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ نے بھی تدریجیاً تربیت پائی۔ وہ پہلے کیا

تھے۔۔۔ تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو۔ تہجد میں اٹھو، دُعا کرو، دل کو درست کرو۔ محروم یوں کو چھوڑ دو۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ۔۔۔ خدا تعالیٰ سے ناممیدمت ہو۔۔۔ اگر وہ صراط مستقیم پر چلے گا۔ تو خدا ابھی اس کی طرف چلے گا۔ اور پھر ایک جگہ پر اس کی ملاقات ہوگی اس کی اس طرف حرکت خواہ آہستہ ہوگی۔ لیکن اس کے مقابل خدا تعالیٰ کی حرکت بہت جلد ہوگی۔۔۔

اسرا نیلی اور اسّم علیٰ دو سلسلے

۔۔۔ پہلا سلسلہ حضرت مولیٰ شروع ہو کر حضرت مسیح تک ختم ہوا۔ اور یہ چودہ سو برس تک رہا۔ اسی طرح حضرت رسول اکرم ﷺ سے لے کر آج چودہ سو برس پر ایک مسیح کے آنے کا اشارہ ہے۔۔۔ حضرت موسیٰ کو خبر ملی تھی کہ مسیح اُس وقت آئیگا جب یہود یوں میں بہت فرقے ہوں گے۔ اُن کے عقائد میں سخت اختلاف ہوگا۔۔۔ ہمارے ہادی کامل ﷺ نے ہم کو اطلاع دی کہ جب تم میں بھی یہود یوں کی طرح کثرت سے فرقے ہو جائیں گے اور اُن کی طرح مختلف قسم کی بداعتقادیاں اور بد عملیاں شروع ہوں گی۔ علماء یہود کی طرح بعض بعض کے مکفّر ہوں گے۔ اُس وقت اس اُمّت مرحمہ کا مسیح بھی بطور حکم کے آئے گا۔۔۔

وفاتِ مسیح

۔۔۔ کھلی کھلی آیات اس حمایت میں ہیں۔۔۔ (سورۃ العمران۔ آیت ۵۶) پھر۔۔۔ (سورۃ المائدہ۔ آیت ۱۱۸) یہ عذر بالکل جھوٹا ہے۔ کہ تو فی کے معنے کچھ اور ہیں۔ ابن عباسؓ اور خود بادیؓ کامل ﷺ نے اس کے معنی امامت کے کردیتے ہیں۔ یوگ بھی جہاں کہیں لفظ توفی استعمال کرتے ہیں۔ تو معنی ایتت اور قبض روح کے مراد لیتے ہیں۔ قرآن شریف نے بھی ہر ایک جگہ اس لفظ کے یہی معنے بیان کئے ہیں۔ اس لئے اس پر تو ہاتھ کہیں نہ پڑا۔ اور جب مسیح ناصریؑ کی وفات ثابت ہے۔ تو ضرور ہے کہ آنیوالا اسی اُمّت میں سے کوئی ہو۔ مسیح کو اس زمانہ سے کیا خصوصیت ہے؟

۔۔۔ اسرا نیلی سلسلہ کا آخری خلیفہ جو چودھویں صدی پر بعد حضرت مولیٰ آیا۔ وہ مسیح ناصریؑ تھا۔ مقابل میں ضرور تھا۔ کہ اس اُمّت کا مسیح بھی چودھویں صدی کے سر پر آوے۔۔۔ علامات کل پوری ہو چکی ہیں۔ بڑی علامت یا نشان جو آنے والے کا ہے وہ بخاری شریف میں۔۔۔ لکھا ہے۔ یعنی نزول مسیح کا وقت غلبہ نصارے اور صلیبی پرستش کا زور ہے۔۔۔

کہ کس طرح درندوں کی طرح اسلام پر کینہ وری سے حملے کئے گئے۔ کیا کوئی گروہ منافقین کا ہے۔ کہ جس نے حضرت رسول اکرم ﷺ کو نہایت وحشیانہ الفاظ اور گالیوں سے یاد نہیں کیا؟ اب اگر آنے والا کا یہ وقت نہیں تو بہت جلدی وہ آیا بھی تو سوال تک آئیگا۔ کیونکہ وہ وقت کا مجدد ہے۔ جس کی بعثت کا زمانہ صدی کا سر ہوتا ہے۔ تو کیا اسلام میں موجودہ وقت میں اس قدر اور طاقت ہے کہ ایک صدی تک پادریوں کے روزافزوں غلبہ کا مقابلہ کر سکے۔۔۔

کسوف و خسوف

۔۔۔ اس زمانہ میں ماہ رمضان میں کسوف و خسوف ہوگا۔۔۔ اس سے پہلے کوئی کسوف و خسوف ایسا نہیں ہوا۔ یہ ایک ایسا نشان تھا۔ کہ جس سے اللہ تعالیٰ کو کل دُنیا میں آنے والے کی مُنادی کرنی تھی۔۔۔ یہ امر ایسا نہ تھا۔ کہ جو کسی حساب کے ماتحت ہو۔ جیسے کہ فرمایا

تحا کہ یہ اس وقت ہوگا۔ جب کوئی مدعی مہدویت ہو چکے گا۔ ---

ایک اور نشان یہ بھی تھا۔ کہ اس وقت ستارہ ذوالسین طلوع کرے گا۔ یعنی ان برسوں کا ستارہ جو پہلے گزر چکے ہیں۔ یعنی وہ ستارہ جو مسیح ناصری کے ایام (برسوں) میں طلوع ہوا تھا۔

--- (سورۃ التکویر۔ آیت ۵ تا ۱۱) یعنی اس زمانہ میں اونٹنیاں بیکار ہو جاویں گی۔ اعلیٰ درجہ کی سواری اور بار برداری جن سے ایام سابقہ میں ہوا کرتی تھی۔ --- اس سے ریل کا زمانہ مراد تھا۔ --- پھر لکھا کہ اس زمانہ میں چاروں طرف نہریں نکالی جائیں گی۔ اور کتابیں کثرت سے اشاعت پائیں گی۔ غرضیکہ یہ سب نشان اسی زمانہ کے متعلق تھے۔

مسیح موعود کی جائے ظہور

--- سو یاد رہے کہ دجال کا خروج مشرق میں بتایا گیا ہے۔ جس سے ہمارا ملک مراد ہے۔ چنانچہ صاحب حجج الکرامہ نے لکھا ہے کہ فتن دجال کا ظہور ہندوستان میں ہو رہا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ظہور مسیح اُسی جگہ ہو۔ --- تو وہ بھی ایک لطیف اشارہ اس طرف رکھتا ہے کیونکہ غلام احمد قادر یانی کے عدد بحساب جمل پورے تیرہ سو نکلتے ہیں۔ یعنی اس نام کا امام چودھویں صدی کے آغاز پر ہوگا۔ غرض آنحضرت ﷺ کا اشارہ اسی طرف تھا۔

حوادث سماوی و ارضی

حوادث بھی ایک علامت تھی۔ حوادث سماوی نے قحط، طاعون اور ہمیضہ کی صورت پکڑ لی۔ --- ارضی حوادث لڑائیاں، زلازل تھے۔ جنہوں نے ملک کوتباہ کیا۔ مامور من اللہ کے لئے یہ بھی ضرور ہے۔ کہ وہ اپنے ثبوت میں آسمانی نشان دکھادے۔ ---